السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حج کی فرضیت واہمیت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ٩٧ ... سورة آل عمران

"اللہ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔"[1]

اس آیت کریمہ میں کلمہ (عَلَى) سے حج کی فرضیت واضح ہوتی ہے نیز آیت کے آخری کلمات (وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ) میں تارک حج کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ اس سے بھی حج کی فرضیت اور اس کی تاکید خوب واضح ہوتی ہے۔ بنا بریں جو شخص حج کی فرضیت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ بالاجماع کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا:

"وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ"

"اور لوگوں میں حج کی منادی کردے۔"[2]

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ.... فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا، أَوْ نَصْرَانِيًّا"

"جس شخص کے پاس بیت اللہ تک پہنچانے کے لیے زادراہ اور سواری ہو لیکن اس نے حج نہ کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مر جائے۔"[3]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم «بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ شہادت کہنا نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا۔"[4] اور بیت اللہ کا حج کرنا بشرطیکہ وہاں جانے کی طاقت ہو۔"[5]

واضح رہے کہ بیت اللہ تک جانے کی طاقت سے مراد بیت اللہ تک پہنچنے اور واپس اپنے گھر آنے تک خرچ اور سواری کے بندوبست کا ہونا ہے۔

حج کی مشروعیت میں حکمت اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کی ہے:

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ٢٨ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ٢٩ ... سورة الحج

"تاکہ وہ اپنے منافع کے لیے حاضر ہوں اور معلوم ایام میں (ذبح کرتے وقت) ان چوپائے مویشیوں پر اللہ کا نام پڑھیں جو اللہ نے انھیں دیے ہیں پھر تم (خود بھی) ان کا گوشت کھاؤ اور کھلاؤ ہر بھوکے فقیر کو۔ پھر چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور چاہیے کہ اپنی نذریں پوری کریں اور چاہیے کہ قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔"[6]

یاد رہے کہ اس آیت میں جن منافع کا ذکر ہے وہ بندوں کو حاصل ہوتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان چیزوں سے مستغنی ہے۔

حج کی فرضیت کو نماز زکاۃ اور روزے سے موخر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اور وہ ایک دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے پھر نماز کے بعد زکاۃ کی فرضیت ہے کیونکہ متعدد مقامات پر نماز اور زکاۃ کو ملا کر بیان کیا گیا ہے پھر روزہ ہے جو ہر سال ہی آ جاتا ہے لیکن حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے اور وہ بھی تب جب طاقت ہو۔

جمہور علماء کے قول کے مطابق دین اسلام میں حج نو ہجری کو فرض ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن دس ہجری میں ایک ہی حج (حجۃ الوداع) کیا تھا جبکہ عمرے چار کیے تھے۔

حج اور عمرہ کرنے کا مقصد ان مقامات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے جہاں اس کی عبادت کرنے کا حکم خاص ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللَّهِ "

" بیت اللہ کا طواف صفا و مروہ کی سعی اور جمروں کی رمی اللہ کے ذکر کی صورتیں ہیں۔"[7]

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حج فرض ہے اور دین اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے حج کی طاقت رکھنے والے شخص پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے۔ اور ہر سال حج مسلمانوں پر مجموعی طور پر فرض کفایہ ہے البتہ ہر شخص کے لیے زندگی بھر میں ایک بار فرض حج ادا کر لینے کے بعد دوبارہ حج کرنا نفل ہے۔

اکثر علماء کے نزدیک "عمرہ" فرض ہے ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کیا عورتوں پر جہاد کرنا فرض ہے تو آپ نے فرمایا:

نَعَمْ، عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ، الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ"

"ہاں! ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں لڑائی نہیں اور وہ حج اور عمرہ کرنا ہے۔"[8]

اس روایت کی بنا پر عورتوں پر عمرہ فرض ہے تو مردوں پر بالاولیٰ فرض ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ میرا باپ اس قدر بوڑھا ہے کہ وہ حج اور عمرہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سفر کرنے کے قابل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ"

"تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔"[9]

ہر مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج اور عمرہ کرنا فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"الْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ"

"حج عمر میں ایک بار ہے جس نے زیادہ کیے وہ نفلی ہیں۔"[10]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قد فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ"

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے تم حج کرو۔ ایک شخص نے کہا: کیا ہر سال؟ اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔"[11]

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب اس پر حج فرض ہو جائے تو حتی الامکان اسے ادا کرنے میں جلدی کرے اگر وہ بلا عذر تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تَعَجَّلُوا إِلَى الْحَجِّ، يَعْنِي الْفَرِيضَةَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ "

"فرضی حج کے لیے جلدی روانہ ہو جاؤ۔ تمھیں نہیں معلوم کب کوئی حادثہ پیش آ جائے۔"[12]

حج کے فرض ہونے کی پانچ شرائط ہیں: اسلام عقل، بلوغت، آزادی اور استطاعت جس شخص میں یہ پانچ شرائط موجود ہوں تو اس پر حج فرض ہے جسے حتی الامکان جلد ادا کرنا چاہیے۔

بچے کا حج عمرہ نفلی ہو گا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ "ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بچہ پیش کیا اور کہا: کیا اس کا حج ہو جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ" "ہاں! اور تیرے لیے اجر ہے۔"[13]

اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر بچے نے بلوغت سے قبل حج کر لیا تو بلوغت کے بعد بشرط استطاعت اس پر حج کرنا فرض ہو گا پہلا حج یا عمرہ کافی نہ ہو گا۔

اگر بچہ سمجھ بوجھ نہ رکھتا ہو تو اس کا سرپرست اسے احرام باندھے اس کی طرف سے نیت کرے اسے ممنوعات احرام سے بچائے اور اسے اٹھا کر طواف و سعی کرے عرفہ مزدلفہ اور منیٰ میں اپنے ساتھ رکھے اور اس کی طرف سے

جمرات کی رمی وغیرہ کرے۔

اگر بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو وہ اپنے ولی کی اجازت سے خود نیت کرے اور جس قدر مناسک حج خود ادا کر سکتا ہو ادا کرے اور جن کی ادائیگی سے قاصر ہو انھیں اس کا ولی ادا کرے مثلاً: جمرات کی رمی وغیرہ اگر بچہ چلنے سے عاجز ہو تو اسے سواری پر یا اٹھا کر طواف وسعی کروائی جائے۔

تمام وہ کام جو بچہ سمجھ دار خود کر سکتا ہے وہ خود ہی کرے جیسے عرفات میں ٹھہرنا منیٰ میں راتیں گزارنا وغیرہ۔ یہ کام اگر دوسرا کوئی کرے گا تو درست نہ ہو گا اور بچے کے لیے ممنوعات وہی ہیں جو کسی بڑے کے لیے ہیں۔

حج کرنے کی استطاعت شرعاً اس شخص کو حاصل ہے جو جسمانی اور مادی اعتبار سے ادا کر سکتا ہو یعنی سواری پر سوار ہو سکتا ہو۔ سفر کی مشکلات برداشت کر سکتا ہو۔ حج کے لیے جانے اور آنے کا خرچہ برداشت کر سکتا ہو اہل وعیال کا خرچہ بھی پورا کر سکتا ہو۔ نیز راستہ محفوظ ہو جان کا خطرہ نہ ہو۔

اگر کسی کے پاس مال ہے لیکن جسمانی قوت نہیں مثلاً: بہت بوڑھا ہے یا اسے کوئی مرض لاحق ہے جس میں صحت مند ہونے کی امید نہیں ہے تو لازم ہے کہ وہ کسی مسلمان کو اپنا نائب بنا کر حج یا عمرہ کے لیے روانہ کرے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے باپ پر حج فرض ہو چکا ہے لیکن وہ اس قدر بوڑھا ہے کہ سواری پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نَعَم وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ"

"ہاں! (اس کی طرف سے حج کرو) اور یہ حجۃ الوداع کے وقت تھا۔"[14]

حج وعمرے میں کسی کی نیابت (حج بدل) کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ اس نے پہلے خود اپنا حج کیا ہو کیونکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"أَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ؟" قَالَ: لَا قَالَ: "حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ، ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ"

"کیا تونے خود حج کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلے خود اپنا حج کر، پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر۔"[15]

حج بدل کرنے والے (نائب) کو اس قدر اخراجات دیے جائیں کہ وہ آسانی سے سفر میں آنے جانے کی تمام ضروریات پوری کر سکے۔ کسی کو اجرت پر حج کے لیے روانہ کرنا درست نہیں۔ اسی طرح حج بدل کو مال کی کمائی کا ذریعہ بنانا بھی درست نہیں بلکہ نائب کا مقصود ومطلوب یہ ہو کہ وہ اپنے بھائی کو دینی نفع دینا چاہتا ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرے گا۔ حج کے مقامات کی زیارت کرے گا۔ اس کا حج صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہو گا نہ کہ دنیا کے لیے اگر اس نے محض مال کے حصول کی خاطر حج کیا تو وہ حج صحیح نہ ہو گا۔

عورت پر حج فرض ہونے کی شرائط اور اس کی نیابت کے احکام

ہر مسلمان مرد اور عورت پر حج کرنا اس وقت فرض ہو جاتا ہے جب وہ تمام شرائط موجود ہوں جن کا ذکر گزشتہ باب میں ہو چکا ہے البتہ عورت کے لیے ایک مزید شرط یہ ہے کہ دوران سفر اس کا خاوند یا کوئی محرم ساتھ ہو کیونکہ عورت کے لیے خاوند یا محرم کے بغیر حج یا کوئی اور سفر کرنا جائز نہیں۔ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ"

"کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور کسی عورت کے پاس کوئی آدمی اس وقت تک نہ جائے جب تک اس کا کوئی محرم موجود نہ ہو۔"[16]

ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں جہاد کرنے کے لیے لشکر کے ساتھ جا رہا ہوں اور میری بیوی حج کے لیے جانا چاہتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ۔"[17] صحیحین کی روایت یوں ہے میری بیوی حج کے لیے روانہ ہو چکی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ کے مجاہدین میں لکھا جا چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ"

"جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج میں شریک ہو جاؤ۔"[18]

صحیح مسلم میں ہے:

"لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا حُرْمَةٌ"

"کسی مومنہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن رات کا سفر کرے۔"[19]

ان مذکورہ روایات سے واضح ہوا کہ محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا حرام ہے وہ سفر حج کا ہو یا حج کے علاوہ کا ہو۔ اس حکم کا مقصد خود عورت کو اس کی وجہ سے سدا ہونے والے فتنہ وفساد کے امکان کو روکنا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: "اللہ تعالیٰ کے فرمان: "مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا" [20] میں عورت کے لیے محرم کا ہونا بھی سبیل میں شامل ہے اور جس عورت کا محرم نہ ہو تو نہ خود اس پر حج کرنا فرض ہے اور نہ کسی کو اپنی طرف سے حج کروانا فرض ہے۔" [21]

عورت کے محرم سے مراد اس کا خاوند یا اس کا وہ قریبی مرد ہے جس کے ساتھ نسب کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکاح کرنا حرام ہے مثلاً: عورت کا بھائی باپ چچا، بھتیجا اور ماموں وغیرہ یا کسی اور شرعی سبب سے نکاح حرام ہو جیسے رضاعی بھائی یا نکاح کی وجہ سے محرم بننے والا مرد ہو مثلاً: ماں کا خاوند یا خاوند کا بیٹا۔ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا"

"جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے ہر گز جائز نہیں کہ وہ اپنے باپ بیٹے خاوند بھائی یا کسی اور محرم کے بغیر تین دن یا زیادہ کا سفر کرے۔" [22]

سفر میں محرم کے جملہ اخراجات عورت کے ذمہ ہوں گے چنانچہ عورت پر حج فرض ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنے محرم کے سفر حج (میں آنے جانے) کے تمام اخراجات ادا کرنے کی استطاعت رکھتی ہو۔

جس عورت نے حج کے لیے محرم کا بندوبست کر لیا پھر عورت کی مالی استطاعت کے باوجود کسی وجہ سے وہ محرم شریک سفر نہ ہو سکا تو وہ اس محرم کی شرکت کا انتظار کرے پھر اگر وہ عورت مایوس ہو جائے تو حج بدل کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا کر روانہ کر دے۔

جس شخص پر حج فرض ہو چکا تھا پھر وہ حج ادا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو اس کے اصل مال یعنی ترکہ سے اس قدر رقم الگ کر لی جائے جو حج کے لیے کافی ہو۔ اس سے میت کی طرف سے کسی کو حج کے لیے روانہ کیا جائے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی تو وہ حج کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نعم حجي عنها أرأيت لو كان على أمك دين أكنت قاضية اقضوا الله فالله أحق بالوفاء"

"ہاں! اس کی طرف سے حج کرو۔ پھر فرمایا: اگر تمھاری والدہ پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو اور اللہ کا قرض ادا کرنا زیادہ لائق ہے۔" [23]

اس روایت سے واضح ہوا کہ جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر حج کرنا فرض تھا تو اس کی اولاد یا ولی میت کی طرف سے حج کرے یا کسی اور شخص کو میت کی طرف سے حج کے لیے بھیج دے جس طرح ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ میت کے اصل مال سے اس کا قرض ادا کریں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرض بھی میت کے مال سے ادا کرنا ضروری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اس کا قرض اصل مال ہی سے ادا کیا جائے۔ ایک اور روایت میں ہے: "میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی۔" [24]

سنن دار قطنی کی ایک روایت میں ہے: "میرے والد فوت ہو گئے ہیں ان پر حج فرض تھا۔" [25]

ان روایات سے واضح ہوا کہ میت کی زندگی میں جو حج فرض ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہو یا خود نذر مان کر فرض کر لیا ہو۔ بہر صورت فرض ایک قرض ہے جو ادا کیا جائے گا خواہ میت نے اس کو ادا کرنے کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

اگر کسی شخص نے کسی کو اپنا نائب بنا کر حج کے لیے بھیجا تو گویا اس نے خود حج کیا حج کرنے والا بمرتبہ وکیل ہے لہٰذا نائب بھیجنے والے کی طرف سے نیت کرے اس کی طرف سے تلبیہ کہے اس کی طرف سے قربانی کی نیت کرے۔ نام نہ بھی لے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر اس کا نام ونسب معلوم نہ ہو تو دل میں یہ نیت کر لے۔ کہ میں اس شخص کی طرف سے حج کر رہا ہوں جس نے مجھے حج کا خرچ دیا ہے یہی نیت کافی ہو گی۔

والدین وفات پا چکے ہوں یا زندہ ہوں لیکن حج کرنے کی ہمت نہ رکھتے ہوں تو ان کے لیے حج کرنا مستحب ہے اس میں والدہ کو مقدم رکھا جائے کیونکہ حسن سلوک کی وہ زیادہ حق دار ہے۔

حج کی فضیلت اور اس کی تیاری کرنا

حج کی بہت زیادہ فضیلت اور اس کا بہت اجر وثواب ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ، وَالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ"

"حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں تنگ دستی اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے میل کو ختم اور صاف کر دیتی ہے حج مبرور کا اجر جنت ہی ہے۔" [26]

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جہاد کرنا افضل عمل سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد کے لیے نہ نکلیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ"

"تمھارے (عورتوں کے) لیے سب سے افضل جہاد حج مبرور ہے۔" [27]

واضح رہے "حج مبرور" سے مراد ایسا حج ہے جس میں کسی گناہ کے عمل کی آمیزش نہ ہو۔ کتاب وسنت کے احکام کے مطابق ہو۔ نیز حج مبرور کو "حج مقبول" بھی کہا گیا ہے۔

جب کسی کا حج کے لیے جانے کا پختہ عزم وارادہ بن جائے تو وہ اولاً تمام معاصی سے توبہ کرے اور اگر بندوں کے حقوق غصب کیے ہیں تو انھیں معذرت کے ساتھ واپس لوٹائے لوگوں کی امانتیں اور عاریتاً لی ہوئی اشیاء اور لیے ہوئے قرضے ادا کرے کسی پر ظلم وزیادتی کی ہو تو اس سے معافی مانگے کوئی وصیت کرنی ہو تو تحریری وصیت کردے۔ جن حقوق کو ادا نہیں کر سکا ان کی ادائیگی کے لیے کسی کو اپنا نائب مقرر کردے اپنے اہل وعیال اور جن کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے واپس آنے تک کے جملہ اخراجات کا بندوبست کر کے بے فکر کرے۔ پوری کوشش کرے کہ یہ خرچ حلال کی کمائی سے ہو اور سفر کے لیے زادراہ لے جو اسے کافی ہو تاکہ کسی کے آگے دست سوال نہ بڑھائے زاد راہ حلال اور پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءامَنوا أَنفِقوا مِن طَيِّبٰتِ ما كَسَبتُم... ٢٦٧ ... سورة البقرة

"اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو۔" [28]

سفر میں کوئی ایسا شریک سفر تلاش کرے جو نیک ہو سفر اور مناسک حج کی ادائیگی میں معاون ہو اور راہنما ہو۔ کہیں بھول چوک ہو جائے تو اصلاح کردے۔

نیت کا درست اور صحیح ہونا ضروری ہے ایک مسلمان حج کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول سمجھے وہ نرمی اور حسن اخلاق کو اپنائے۔ جھگڑا کرنے لوگوں کو راستوں میں تنگ کرنے سے اجتناب کرے اپنی زبان کو گالی غیبت اور تمام ان امور سے محفوظ رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔

مواقیت حج کا بیان

"مواقیت" میقات کی جمع ہے میقات کا لغوی معنی "حد" ہے جب کہ شریعت کی اصطلاح میں "عبادت کی جگہ یا اس کا وقت" ہے مواقیت حج کی دو قسمیں ہیں۔ (1) زمانیہ یعنی جن کا تعلق زمانے اور وقت سے ہے اور (2) مکانیہ یعنی جن کا تعلق مکان اور جگہ سے ہے۔

مواقیت زمانیہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہے:

الحَجُّ أَشهُرٌ مَعلومٰتٌ فَمَن فَرَضَ فيهِنَّ الحَجَّ فَلا رَفَثَ وَلا فُسوقَ وَلا جِدالَ فِى الحَجِّ ١٩٧ ... سورة البقرة

"حج کے مہینے معلوم ومقرر ہیں چنانچہ جو شخص ان میں حج لازم کرلے تو وہ شہوانی باتوں گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتا رہے۔" [29]

اور حج کے مہینے یہ ہیں: "شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس ایام جو شخص ان مہینوں میں حج کے لیے حرام باندھ لے تو اسے ان تمام برے اور مذموم اقوال وافعال سے بچنا چاہیے جو حج وعمرہ میں خلل اور خرابی پیدا کرتے ہیں علاوہ ازیں اسے نیکی وخیر کے امور میں مشغول رہنا چاہیے اور تقوے کا التزام کرنا چاہیے۔

مواقیت مکانیہ یعنی وہ مقامات جنھیں حج اور عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ جانے والا شخص احرام کے بغیر عبور نہیں کر سکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقامات کی نشاندہی خود فرمائی ہے چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

عَبدِاللَّهِ بنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَقَّتَ لِأَهلِ المَدِينَةِ: ذَا الحُلَيفَةِ. وَلِأَهلِ الشَّامِ: الجُحفَةَ. وَلِأَهلِ نَجدٍ: قَرنَ المَنَازِلِ. وَلِأَهلِ اليَمَنِ: يَلَملَمَ. هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَن أَتَى عَلَيهِنَّ مِن غَيرِهِنَّ, مِمَّن أَرَادَ الحَجَّ أَوِ العُمرَةَ. وَمَن كَانَ دُونَ ذَلِكَ: فَمِن حَيثُ أَنشَأَ, حَتَّى أَهلُ مَكَّةَ مِن مَكَّةَ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ اہل شام کے لیے جحفہ اہل نجد کے لیے قرن المنازل اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا جو لوگ ان علاقوں میں سے کسی علاقے کا باشندہ نہ ہو تو وہ ان مواقیت میں سے جس میقات کے پاس سے گزرے وہاں سے احرام کی نیت کرے۔ اور جو شخص ان مواقیت کے اندر رہتا ہو تو وہ جہاں سے چلے وہاں ہی سے احرام باندھ لے حتی کہ اہل مکہ مکے سے احرام باندھیں۔" [30]

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"وَمُهَلُّ أَهلِ العِراقِ مِن ذاتِ عِرقٍ"

"اہل عراق کی میقات ذات عرق ہے۔" [31]

ان مواقیت کی تعیین میں حکمت یہ ہے کہ بیت اللہ عظمت وشان والا مقام ہے تو مکہ مرمہ ایک قلعے کا درجہ رکھتا ہے جبکہ حرم کو "ممنوعہ علاقہ" قرار دیا۔ اور حرام (مکہ) سے مراد وہ مواقیت ہیں جن کو حج یا عمرہ کرنے والے کے لیے بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر حالت احرام کے بغیر عبور کرنا جائز نہیں۔

مواقیت میں سے سب سے دور میقات ذوالحلیفہ مدینے کا میقات ہے اس کے اور مکے کے درمیان دس دن پیدل (420 کلومیٹر تقریباً) کی مسافت ہے۔

اہل شام اور مصر اور تمام مغرب سے آنے والوں کا میقات جحفہ (رابغ شہر کے قریب) ہے۔ اس کے اور مکے کے درمیان تین مراحل یعنی تین دن کا پیدل سفر ہے۔

اہل یمن کا میقات یلملم ہے جسے آج کل السعدیہ کہتے ہیں اس کا اور مکے کا درمیان فاصلہ دو مرحلے ہے۔ اہل نجد کا میقات قرن المنازل مکے سے دو مرحلے پر ہے جسے آج کل السیل کہتے ہیں۔

اہل عراق اور تمام مشرق سے آنے والوں کے لیے "ذات عرق" میقات ہے جو کہ مکے سے دو مرحلے پر واقع ہے۔

یہ مذکورہ مواقیت ان حضرات کے لیے ہیں جو وہاں رہتے ہیں یا ان مواقیت کے قریب رہتے ہیں اور جو ان کے علاوہ لوگ ہیں وہ جب ان مواقیت میں سے کسی میقات کے پاس سے گزریں تو وہاں سے احرام باندھیں بشرطیکہ وہ حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

جو شخص میقات کے اندر رہتا ہے تو وہ حج اور عمرے کے لیے احرام کی نیت اپنی رہائش گاہ سے کرے اور اہل مکہ میں سے جو حج کرنا چاہے تو وہ مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھ نیت کرے۔ اسے حج کے احرام کے لیے قریب ترین حل پر جانے کی ضرورت نہیں البتہ عمرے کے احرام کے لیے کسی قریب ترین حل پر جائے۔[32]

اگر کسی شخص کا ان مواقیت میں سے کسی میقات پر گزر نہ ہو تو جب اسے علم ہو کہ وہ کسی قریب ترین میقات کے برابر پہنچ چکا ہے تو وہاں سے احرام کی نیت کرے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: "بس یہی دیکھ لو کہ تم اپنے قریب ترین میقات کے برابر آچکے ہو تو احرام کی نیت کر لو۔"[33]

حج اور عمرے کے لیے ہوائی جہاز پر جانے والے مسافر کو چاہیے کہ سوار ہونے سے پہلے نہا دھو کر احرام کے کپڑے پہن لے جب وہ میقات کے برابر آئے تو احرام کی نیت کرے اور جہاز ہی میں تلبیہ کہنا شروع کر دے۔ بعض حجاج کرام ہوائی جہاز سے اتر کر جدہ یا بحرہ کے مقام پر احرام باندھتے ہیں حالانکہ اس قدر تاخیر کرنا ان کے لیے قطعاً جائز نہیں کیونکہ جدہ، بحرہ نہ کوئی میقات ہیں اور نہ احرام کا مقام وہاں احرام باندھنا صرف ان کے لیے جائز ہے جو وہاں کے رہنے والے ہیں یا جو وہاں سے حج یا عمرہ کی نیت کر کے چلتے ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں اگر ان میں سے کسی نے جدہ سے احرام باندھا تو اس نے واجب کو ترک کیا (جو کہ میقات سے احرام باندھنا تھا) لہٰذا اس پر فدیہ لازم ہے۔ اس غلطی کا ارتکاب بہت سے لوگ کرتے ہیں اس لیے ہم نے اس پر تنبیہ کرنا ضروری سمجھا۔

بعض لوگ احرام کے لیے غسل ضروری سمجھتے ہیں پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم جہاز میں غسل وغیرہ نہیں کر سکتے لہٰذا جب جدہ ائرپورٹ پر اتریں گے تو غسل کر کے احرام باندھ لیں گے ان حضرات کو علم ہونا چاہیے کہ احرام کا مطلب "نیت کے ساتھ مناسک حج میں داخل ہونا اور احرام کے ممنوعات سے حتی الامکان بچنا ہے۔" باقی رہا غسل اور خوشبو کا استعمال تو یہ اعمال سنت کا درجہ رکھتے ہیں نیز یہ کام جہاز میں سوار ہونے سے پہلے آسانی سے ہو سکتے ہیں بلکہ ان کے بغیر بھی احرام کی نیت کر لی جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ ایسا شخص میقات کے برابر ہونے پر یا اس سے تھوڑی دیر پہلے احرام کی نیت کرے اور اپنی سیٹ پر بیٹھا تلبیہ کہتا رہے۔ واضح رہے کہ میقات کا علم جہاز کے عملے سے پوچھ کر ہو سکتا ہے یا وہ اندازہ اور کوشش کر کے معلوم کر لے اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے حسب طاقت واجب ادا کر دیا اگر اس نے اس کے بارے میں سستی اور لاپروائی کی تو وہ خطا کا مرتکب ہو گا اور بغیر عذر کے واجب کا تارک ہو گا جس سے اس کے حج اور عمرے میں نقص واقع ہو گا۔

جس شخص نے احرام کے بغیر ہی میقات کو عبور کر لیا تو وہ واپس لوٹے اور میقات پر آ کر احرام باندھے کیونکہ یہ ایسا واجب ہے جس کا تدارک ممکن ہے لہٰذا اس کا ترک جائز نہیں۔ اگر وہ واپس نہ لوٹا اور جدہ وغیرہ ہی سے احرام باندھ لیا تو اس پر ایک سالم بکری اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ بطور فدیہ ہے جسے وہ خود نہ کھائے بلکہ حرم کے مساکین میں تقسیم کر دے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ دینی امور کو اہمیت دے کہ ہر عبادت کو مسنون طریقے سے ادا کرے انھی میں سے حج عمرے کا احرام ہے مقررہ میقات پر احرام کی نیت کرے اور احرام باندھے بغیر احرام کے میقات عبور نہ کرے۔

---

[1]۔ آل عمران 3۔97۔

[2]۔ الحج 22۔27۔

[3] (ضعیف) جامع الترمذی الحج باب ماجاء من التغلیظ فی ترک الحج حدیث 821۔

[4]۔ صحیح البخاری الایمان باب دعاؤکم ایمانکم حدیث 8۔ وصحیح مسلم الایمان باب بیان ارکان الاسلام ودعائمہ حدیث 16۔

[5]۔ صحیح مسلم الایمان باب السوال عن ارکان الاسلام حدیث 12۔ وسنن النسائی الصیام باب وجوب الصیام حدیث 2093۔

[6]۔ الحج 22۔28۔29۔

[7]۔ سنن ابن ماجہ المناسک باب الحج جہاد النساء حدیث 2901 ومسند احمد 6/75۔165۔ وفی صحیح البخاری معناہ الحج باب فضل الحج المبرور حدیث 1520۔

[8]۔ (ضعیف) سنن ابی داؤد المناسک باب فی الرمل حدیث 1888۔ وجامع الترمذی الحج باب ماجاء کیف ترمی الجمار؟ حدیث: 902۔

[9]۔ سنن ابی داؤد المناسک باب الرجل یحج عن غیرہ حدیث 1810۔ وجامع الترمذی الحج باب منہ ماجاء فی الحج عن المیت حدیث 930 ومسند احمد 4/12۔10۔

[10]۔ سنن ابی داؤد المناسک باب فرض الحج حدیث: 1721 ومسند احمد 1/291۔

[11]۔ صحیح مسلم باب فرض الحج مرۃ فی العمر حدیث 1337۔

[12]۔ صحیح مسلم باب فرض الحج مرۃ فی العمر حدیث 1337۔ ومسند احمد 13/314۔ واللفظ لہ۔

[13]۔ صحیح مسلم الحج باب صحۃ حج الصبی واجر من حج بہ حدیث 1336۔

[14]۔ صحیح البخاری الحج باب وجوب الحج وفضلہ حدیث 1513 وصحیح مسلم الحج باب الحج عن العاجز لزمانۃ وہرم ونحوھما اوللموت حدیث 1334۔

[15]سنن ابی داوٗد المناسک باب الرجل یحج عن غیرہ حدیث 1811 والسنن الکبریٰ للبیهقی 4/336۔

[16]۔ صحیح البخاری جزاء الصید باب حج النساء حدیث 1862۔ ومسند احمد 1/222۔346۔

[17]۔ صحیح البخاری جزاء الصید باب حج النساء حدیث 1862۔

[18]۔ صحیح البخاری الجہاد والسیر باب من اکتتب فی جیش فخرجت امرتہ حاجۃ حدیث 3006۔ وصحیح مسلم الحج باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ حدیث: 1341 واللفظ لہ۔

[19] صحیح مسلم الحج باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ حدیث: 1339

[20]آل عمران 3/97۔

[21]۔ شرح منتھی الارادات 3/428۔

[22] صحیح مسلم الحج باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ حدیث: 1340

[23]۔ صحیح البخاری جزاء الصید باب الحج والنذور عن المیت حدیث 1852۔

[24]۔ مسند احمد 1/240۔345۔

[25]۔ (ضعیف) سنن الدار قطنی 2/260 حدیث 2586۔

[26]۔ جامع الترمذی الحج باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ حدیث 810۔

[27]۔ صحیح البخاری الجہاد باب فضل الجہاد والمسیر حدیث 2787۔

[28]۔ البقرۃ: 2/287۔

[29]۔ البقرۃ: 2/197۔

[30]۔ صحیح البخاری الحج باب محل اھل مکہ للحج والعمرۃ حدیث 1524۔ وصحیح مسلم الحج باب مواقیت الحج حدیث: 1181

[31]۔ صحیح مسلم الحج باب مواقیت الحج حدیث: 1183

[32] ۔ مطالعہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مکے میں رہنے والے مسافر کے لیے ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے حکم دیا تھا اور حدیث "أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ" "اہل مکہ سے احرام باندھیں۔" میں حج اور عمرہ دونوں کا حکم مقیم کو ہے وہ مستقل اقامت پذیر ہو یا مسافر ہو لیکن مدت سفر سے زیادہ دن ٹھہرنے کی وجہ سے مقیم ہو لہٰذا وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام اپنی رہائش گاہ سے باندھ سکتے ہیں چاہے وہ حرم کے اندر ہو۔ (صارم)

[33]۔ صحیح البخاری الحج باب ذات عرق لاھل العراق حدیث 1531۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

حج کے مسائل: جلد01: صفحہ333